بیاد: محمد نذیر مرحوم

ممبئی اردو نیوز

Mumbai Urdu News

مسلمان ری پلاننگ کا آرٹ جانیں!
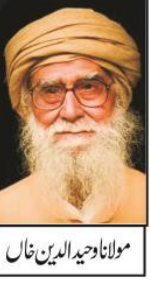
مولانا وحید الدین خاں

مغربی نو آبادیات کا زمانہ سولھویں صدی سے بیسویں صدی کے نصف اول تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ نو آبادیاتی نظام پہلے زمانے کی شہنشاہیت سے مختلف تھا۔ اصل یہ ہے کہ جدید صنعت کے ظہور کے بعد یورپ میں ماس پروڈکشن کا زمانہ آیا۔ اب ضرورت ہوئی کہ اس فاضل پیداوار کے لیے بیرونی مارکیٹ حاصل کی جائے۔ اس طرح فاضل پیداوار کی کھپت کے لیے نو آبادیاتی نظام کا دور شروع ہوا۔ نو آبادیاتی نظام میں فوج کشی قدیم رواج کے زیر اثر آئی۔ ورنہ نو آبادیات کا فوج کشی سے براہ راست تعلق نہ تھا۔ نو آبادیاتی نظام کو فوج سے وابستہ کرنے کی بنا پر ایشیا اور افریقہ میں نو آبادیات کی زیر حکم ریاستوں میں اس کے خلاف شدید رد عمل پیدا ہوا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں یہ ظاہر ہوگیا کہ نو آبادیات اور سیاسی اقتدار دونوں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ اب مغرب میں نئی سوچ پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ نو آبادیات کو سیاسی اقتدار سے ڈی لنک کردیا جائے۔ چنانچہ فرانس نے ڈیگال کے زمانے میں افریقہ میں اپنی نو آبادیات کا یک طرفہ طور پر خاتمہ کردیا۔ اسی طرح برطانیہ نے ایشیا میں اپنی نو آبادیاتی حکومتوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کردیا۔ اس کے بعد مغربی قوموں نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے ری پلاننگ کی۔ اس نئی پلاننگ کا طریقہ آوٹ سورسنگ پر مبنی تھا۔ یعنی آوٹ سائڈ ریسورسنگ کا طریقہ۔ قدیم نو آبادیاتی نظام میں جو مقصد فوج سے لیا گیا تھا اب وہ مقصد ٹکنالوجی اور تنظیم سے لیا جانے لگا۔ قدیم زمانے میں فوج کے ذریعہ جو تجارتی مقاصد حاصل کیے جاتے تھے، اب اس کی جگہ آوٹ سورسنگ کے ذریعہ اس سے بہت زیادہ تجارتی فوائد حاصل کیے جارہے ہیں۔ اب تمام صنعتی ممالک اسی اصول پر اپنی تجارتوں کو ساری دنیا میں پھیلائے ہوئے ہیں۔ انھوں نے آوٹ سورسنگ کے ذریعہ ساری دنیا میں اپنا بزنس ایمپائر قائم کر رکھا ہے۔ اس معاملے میں مسلم قومیں آخری حد تک ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ قدیم زمانے میں دنیا کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم تھیں۔ نیا دور آیا تو ان کی حکومتیں فطری طور پر ختم ہوگئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں میں رد عمل پیدا ہوا۔ انھوں نے جہاد کے نام پر ساری دنیا میں لڑائی شروع کردی۔ یہاں تک کہ وہ سوسائڈ بمبنگ کی انتہائی حد تک پہنچ گئے۔ لیکن تقریباً دو سو سال کی قربانیوں کے باوجود انھیں کچھ حاصل نہیں ہوا، وہ قدیم سیاسی نظام کو واپس لانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اب آخری وقت آگیا ہے کہ مسلمان اس معاملے میں اپنے عمل کی ری پلاننگ کریں۔ یہ ری پلاننگ پوری طرح نان پولٹکل ری پلاننگ ہوگی۔ قدیم زمانے میں اگر مسلمانوں نے اپنی حکومتیں قائم کی تھیں تو اب انھیں زیادہ بڑے پیمانے پر یہ موقع حاصل ہے کہ وہ پر امن دائرے میں اپنا ایک غیر سیاسی ایمپائر قائم کرسکیں۔ موجودہ زمانے میں جو نئے مواقع پیدا ہوئے ہیں، وہ قدیم زمانے کے مواقع کے مقابلے میں ہزاروں گنا زیادہ ہیں۔ ان جدید مواقع کو استعمال کرنا انتہائی حد تک ممکن ہے۔ اس کی شرط صرف یہ ہے کہ مسلمان تشدد کے ہر طریقے کو مکمل طور پر چھوڑ دیں۔ قدیم زمانے میں جو اہمیت فوجی طاقت کو حاصل ہوتی تھی، وہ اہمیت اب تنظیم کو حاصل ہوچکی ہے۔ اب مسلمانوں کے لیے یہ موقع ہے کہ وہ عالمی تنظیم کے ذریعے اپنے کام کی ری پلاننگ کریں۔ وہ ایک امن پسند قوم کی طرح نئے مواقع کے حصول کی منصوبہ بندی کریں۔ اس نئی منصوبہ بندی میں قرآن کو عالمی سطح پر پھیلانا ہوگا۔ قرآن کے تراجم اگر دنیا کی تمام زبانوں میں تیار کیے جائیں، اور ان کو پر امن انداز میں ساری دنیا میں پھیلایا جائے تو یہ اپنے آپ میں اتنا بڑا کام ہوگا جو تمام بڑے کاموں کے مقابلے میں زیادہ بڑا کام بن جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج فتح مبین (الفتح 1:) کے واقعہ کو نئی طاقت کے ساتھ زندہ کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ مسلمان ری پلاننگ کے آرٹ کو جانیں، اور اس کو دانش مندی کے ساتھ پر امن انداز میں روبہ عمل لائیں۔

برطانیہ کی مثال برٹش ایمپائر کی عظیم تاریخ ہے، اپنے عروج کے زمانے میں وہ اتنا بڑا تھا کہ یہ کہا جانے لگا کہ برطانی ایمپائر میں سورج کبھی نہیں ڈوبتا۔ آخری زمانے میں قانون فطرت کے تحت برٹش ایمپائر میں کمزوری آئی۔ لیکن برٹش ایمپائر کے سیاسی ذمہ داران اس کے لیے تیار نہیں تھے کہ وہ برٹش ایمپائر کا خاتمہ کریں۔ برطانیہ کے پرائم منسٹر ونسٹن چرچل (1874-1965) نے کہا تھا کہ میں اس سیٹ پر اس لیے نہیں آیا ہوں کہ میں برطانوی سلطنت کے خاتمے کی صدارت کروں۔ مگر دوسری عالمی جنگ (1939-1945) کے بعد برطانیہ کی فوجی طاقت کمزور ہوگئی۔ بظاہر یہ ممکن نہیں رہا کہ برطانیہ اپنے ایمپائر کو باقی رکھے۔ اس وقت برطانیہ میں تحریک شروع ہوئی جس کا نام فیبین سوسائٹی تھا۔ اس تحریک کا ایک مقصد ڈی کلونائز کرنا۔ فیبین سوسائٹی کے ایک ممبر لارڈ اٹلی (1883-1967) ونسٹن چرچل کے بعد برطانیہ کے پرائم منسٹر بنے۔ لارڈ اٹلی نے بے لاگ طور پر صورت حال کا جائزہ لیا۔ انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انڈیا اور دیگر ممالک کو یک طرفہ طور پر آزاد کردیا جائے۔ اسی کے مطابق انڈیا 1947 میں برطانیہ کے سیاسی اقتدار سے آزاد ہوا۔ برٹش ایمپائر برطانیہ کے لیے قومی عظمت کا معاملہ تھا۔ برطانیہ کے لیے لوگ اپنی اس قومی عظمت پر فخر کرتے تھے۔ مگر جب حالات بدل گئے تو برطانیہ کے لوگوں نے یوٹرن لیا۔ انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انھیں ماضی کی عظمت سے باہر نکلنا ہے، اور حالات کے مطابق اپنے قومی تعمیر کی ری پلاننگ کرنا ہے۔ چنانچہ لارڈ اٹلی کی لیڈرشپ میں انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برطانیہ کے لوگ اپنی قومی ترقی کو نئی بنیاد پر قائم رکھنے میں کامیاب ہوگئے۔ اسی قسم کی سیاسی صورت حال موجودہ زمانے میں مسلمانوں کے ساتھ پیش آئی ہے۔ مسلمانوں نے بعد کے زمانے میں دنیا کے بڑے رقبے میں اپنا سیاسی ایمپائر قائم کرلیا۔ پھر مسلم ملت میں زوال کا دور آیا۔ رفتہ رفتہ ان کا یہ حال ہوا کہ ان کی سیاسی عظمت کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کا سبب تمام تر داخلی تھا، مگر مسلمانوں نے اس کو عملی طور پر قبول نہیں کیا۔ وہ اس کی ذمہ داری دوسروں پر ڈالتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں عمومی طور پر منفی سوچ آگئی۔ وہ اپنی سابقہ پولیٹکل عظمت کو واپس لانے کی کوششیں کرنے لگے مگر یہ ایک غیر حقیقی منصوبہ تھا، جو آخری حد تک ناکام رہا۔ مسلمانوں کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ ماضی میں جینا مکمل طور پر چھوڑ دیں، اور حال کے اوپر دوبارہ اپنے قومی عمل کی ری پلاننگ کریں۔ قدیم زمانے میں مسلم ایمپائر جن حالات کے تحت قائم ہوئے تھے، وہ حالات اب ختم ہوچکے ہیں۔ اب نہ مسلمانوں کے لیے اور نہ کسی اور قوم کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ قدیم طرز کا پولیٹکل ایمپائر دنیا میں قائم کریں۔ اس معاملے میں مسلمان اگر حقیقت پسندانہ انداز میں سوچیں، تو وہ نئے حالات کے امکان کو دریافت کرلیں گے۔ اس کے بعد ان کے لیے یہ ممکن ہوجائے گا کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی حیثیت کو دوبارہ نئے عنوان سے حاصل کرلیں۔ کسی قوم کے لیے عروج وزوال کا واقعہ سبق کے لیے ہوتا ہے۔ برطانیہ نے اپنے زوال کے واقعہ کو سبق کے معنی میں لیا، اس بنا پر ان کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ یہ وقت ان کے لیے ری پلاننگ کا ہے۔ مسلمان عملاً اس راز سے بے خبر رہے، اس لیے زوال کے بعد اپنی قومی ترقی کی ری پلاننگ کے لیے وہ حقیقت پسندانہ منصوبہ بنانے میں ناکام رہے۔ یہی سبب ہے موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی ناکامی کا۔

جرمنی کی مثال: جرمنی، اڈولف ہٹلر کی قیادت میں دوسری عالمی جنگ کا سب سے بڑا پارٹنر تھا۔ یہ جنگ 1939 سے 1945 تک جاری رہی۔ اس جنگ میں پچاس ملین سے زیادہ لوگ ہلاک ہوئے۔ دوسرے نقصانات اس سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن جنگ کا خاتمہ اس طرح ہوا کہ جرمنی نے اپنے ملک کا ایک تہائی حصہ (ایسٹ جرمنی) کھودیا تھا۔ دوسرے عظیم نقصانات اس کے علاوہ ہیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد جرمنی نے ری پلاننگ کا طریقہ اختیار کیا۔ پہلی پلاننگ کے زمانے میں ہٹلر جرمنی کا رہنما تھا تو دوسری پلاننگ کے زمانے میں جرمنی نے اپنے مشہور اسٹیٹس مین بسمارک Otto von Bismarck [1815-1898]) کی فکر کو اپنا رہنما بنایا۔ بسمارک نے کہا تھا کہ سیاست ممکنات کا فن ہے۔ جرمنی کے اہل دماغ نے دوسری عالمی جنگ کے بعد یہ دریافت کیا کہ ان کی پہلی پلاننگ ناممکن پر مبنی تھی اب انھیں ممکن کی بنیاد پر نیا منصوبہ بنانا چاہیے۔ بعد از جنگ کے زمانے میں جرمنی نے اسی اصول پر کام کیا۔ اس نے اپنی توجہ جنگ سے ہٹا کر پر امن ترقی پر مرتکز کردیا۔ خصوصاً سائنس اور صنعت کے میدان میں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جرمنی نے پہلے سے بھی زیادہ بڑی کامیابی حاصل کرلی۔ خاص طور پر پرنٹنگ مشین کے معاملے میں اس نے ساری دنیا میں ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ جرمنی کی ری پلاننگ کامیاب رہی۔ جرمنی ربع صدی کے عرصے میں یورپ کا نمبر ایک صنعتی ملک بن گیا۔ اب اس کی اقتصادیات پورے یورپ میں سب سے زیادہ مستحکم اقتصادیات کی حیثیت رکھتی ہے۔ جرمنی کی یہ ترقی ایک لفظ میں ری پلاننگ کے اصول کو اختیار کرنے سے حاصل ہوئی۔ دوسری عالمی جنگ میں جرمنی نے اپنے ملک کے ایک بڑے رقبے کو کھودیا تھا۔ لیکن جنگ کے بعد مبنی برامن ری پلاننگ کے نتیجے میں جرمنی نے دوبارہ اپنے کھوئے ہوئے حصہ کو حاصل کرلیا۔ یہ معجزاتی واقعہ 1990 میں پیش آیا۔ دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی کا نشانہ ہٹلر کی قیادت میں یہ تھا کہ جرمنی پورے یورپ کا پولٹکل ماسٹر بنے۔ اس نشانہ میں جرمنی کو مکمل ناکامی ہوئی۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد جرمنی نے یہ قابل عمل نشانہ بنایا کہ وہ جرمنی کے صرف باقیماندہ حصہ کو پر امن انداز میں ڈیولپ کرے۔ جرمنی کا پہلا نشانہ مکمل طور پر ناکام ہوا تھا، لیکن جرمنی کا دوسرا نشانہ ری پلاننگ کے بعد مکمل طور پر کامیاب رہا۔ جرمنی کے اس تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانے میں زمینی علاقہ کی اہمیت اضافی بن چکی ہے۔ آدمی کے پاس اگر چھوٹا علاقہ ہو، تب بھی وہ اعلیٰ منصوبہ بندی کے ذریعہ بڑی سے بڑی کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ اعلیٰ منصوبہ بندی میں دو چیزوں کی خصوصی اہمیت ہے۔ ایک ہے بہتر کمیونی کیشن، اور دوسری ہے بہتر تنظیم۔ جدید جرمنی نے صرف یہ نہیں کیا ہے کہ اس نے خود کو اعلیٰ ترقی یافتہ ملک بنایا ہے۔ اسی کے ساتھ اس نے یہ بھی کیا ہے کہ دنیا کے سامنے ایک ماڈل پیش کیا ہے۔ اس بات کا ماڈل پیش کیا ہے کہ کس طرح نقصان کے باوجود دوبارہ بڑی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس سے مختلف مثال کچھ مسلم ملکوں کی ہے۔ وہ اپنے خیال کے مطابق اپنے کھوئے ہوئے علاقے کی بازیابی کے لیے لمبی مدت سے لڑائی لڑ رہے ہیں۔ مگر انھیں کوئی بھی مثبت کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ان کو چاہیے کہ وہ جرمنی کی مثال سے سبق لیں، اور اپنے ملے ہوئے علاقے کی بنیاد پر حقیقت پسندانہ منصوبہ بندی کریں، اور جدید امکانات کو استعمال کرتے ہوئے دوبارہ بڑی کامیابی حاصل کریں۔

(مصنف مشہور اسلامی اسکالر اور الرسالہ کے بانی مدیر ہیں۔)

نئی منصوبہ بندی میں قرآن کو عالمی سطح پر پھیلانا ہوگا۔ قرآن کے تراجم اگر دنیا کی تمام زبانوں میں تیار کیے جائیں، اور ان کو پر امن انداز میں ساری دنیا میں پھیلایا جائے تو یہ اپنے آپ میں اتنا بڑا کام ہوگا جو تمام بڑے کاموں کے مقابلے میں زیادہ بڑا کام بن جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج فتح مبین (الفتح 1:) کے واقعہ کو نئی طاقت کے ساتھ زندہ کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ مسلمان ری پلاننگ کے آرٹ کو جانیں، اور اس کو دانش مندی کے ساتھ پر امن انداز میں روبہ عمل لائیں۔